91862 ـ حق پرورش كا زياده حقدار شخص

سوال

ميں نے چار برس قبل شادى كى تعليم كى بنا پر ميرى بيوى اپنے ميكے ميں ہى رہ رہى ہے، اللہ تعالى نے مجھے تين بيٹياں بھى عطا كى ہيں، بيوى سے ميرے اختلافات ہيں وہ اس طرح كہ شادى كے پہلے برس ميرى بيوى سے غلطى كچھ يوں ہوئى كہ مجھ پر انكشاف ہوا كہ ميرى بيوى ايك اجنبى شخص سے ٹيلى فون پر بات كر رہى تھى، يہ موضوع اس طرح ختم ہوا كہ اس شخص كا ميرى بيوى كے ساتھ كوئى تعلق نہ تھا بلكہ وہ ميرى بيوى كو بليك ميل كر رہا تھا، اور ميرى بيوى خوفزدہ تھى كہ كہيں مجھے علم ہو گيا تو ميں اس كے متعلق غلط گمان كرنے لگوں گا، ليكن اس معاملہ نے مجھے مخمصہ ميں ڈال ديا اور اس وقت وسوسہ اور انديشہ بن گيا.

اور ميں نے ملك سے باہر جا كر عرفى شادى كر لى، اور اس وقت كے بعد سے پہلى بيوى جنسى امراض كا شكار ہو گئى جو عورتوں كو ہوتى ہے، لہذا ميں نے جب پہلى بيوى كا حسن اخلاق ديكھا تو دوسرى بيوى سے عليحدگى اختيار كر لى، يہ علم ميں رہے كہ دوسرى بيوى سعودى عرب سے باہر اپنے ملك ميں رہتى ہے، اور وقتا فوقتا ميں اس كے پاس جاتا رہا ہوں.

اور عرفى شادى كا عقد نكاح سركارى محكمہ ميں اندارج نہيں ہوا تھا، لہذا ميں نے عقد نكاح كا ورقہ پھاڑ ديا اور اس كے ساتھ تعلقات منقطع كر ديے، اور ميں شراب پر مشتمل بيرہ بھى استعمال كرتا رہا، جب ميں ملك سے باہر جاتا تو شراب نوشى كرتا تھا، دن گزرتے رہے اور اللہ تعالى نے مجھے ہدايت سے نوازا اور اللہ كے ساتھ سچائى كا ثبوت ديتے ہوئے كہ ميں نے معاصى ترك كر دى ہيں، ميں نے خود ہى اپنى مرضى سے پہلى بيوى كو دوسرى شادى كے متعلق بتا ديا، اور يہ بھى بتايا كہ ميں بيرہ نوش كرتا رہا ہوں اور اللہ نے مجھے توبہ كى توفيق دے كر ميرى توبہ قبول كر لى اور ميں يہ چھوڑ چكا ہوں، اور ميرا پختہ عزم ہے كہ آئندہ ايسا نہيں كرونگا.

ليكن ميرى بيوى اس كى متحمل نہ ہو سكى اور اب وہ مجھ سے عليحدہ ہونے پر مصر ہے، حالانكہ ميں ايسا نہيں كرنا چاہتا، ليكن اس سلسلہ ميں سارى كوششيں بيكار ہو چكى ہيں ميرا سوال يہ ہے كہ:

كيا مجھے اپنى بيوى كو بہتر اور اچھے طريقہ سے ركھنے اور ايك اطاعت و فرمانبردارى والے گھر ميں رہنے كا مطالبہ كرنے كا حق حاصل ہے كہ ہم ايك اچھى اور بہتر زندگى بسر كريں جس طرح اللہ تعالى كو پسند ہے ؟

اور اگر ايسى ميڈيكل رپورٹ پيش كى جائے جو دوسرى بيوى سے اسے نقصان كا ثبوت ديں تو كيا اسے مجھ سے خلع حاصل كرنے كا حق حاصل ہے ؟

اور اللہ نہ كرے اگر طلاق ہو جائے تو پھر بچيوں كا كيا بنے گا كيونكہ ايك چھ ماہ اور دوسرى تين برس اور تيسرى چار برس كى ہے ؟

اور كيا مجھے ان بچيوں كى پرورش كا حق حاصل ہے اور يہ كب ہو سكتا ہے، كيونكہ ان شاء اللہ ميرا عزم ہے كہ

میں ان کی اس طرح تربیت و پرورش کرونگا جس طرح اللہ کو پسند ہے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کو توبہ اور ہدایت کی توفیق نصیب فرمائی، اور آپ سے برائی کو دور کر دیا، اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو مزید ثابت قدمی عطا فرمائے.

دوم:

آپ کو چاہیے کہ اپنے اور بیوی کے خاندان والوں سے اچھی اور اصلاح پسند قسم کے افراد اختیار کریں جو آپ کی صلح کرائیں، اور آپ کی بیوی طلاق کے مطالبہ سے دستبردار ہونے پر راضی کریں، کیونکہ اس کے گھر اور بیٹیوں کی مصلحت اسی میں ہے.

اور آپ کو اسے رکھنے اور اس کو طلاق دینے کے مطالبہ کو رد کرنے کا حق حاصل ہے، اور آپ اپنی اس رغبت کا اعلان کر دیں کہ آپس میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں.

اور رہی بیوی اسے نہ تو طلاق دینے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے اور نہ ہی خلع کا، لیکن اگر اس کا کوئی سبب ہو تو ایسا کر سکتی ہے، مثلا نقصان اور ضرر ہونے کا اندیشہ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

رہا مسئلہ کہ قاضی طلاق یا خلع کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ اس اعتبار سے ہو گا جو بیوی عذر پیش کرتی ہے.

سوم:

طلاق ہو جانے کی صورت میں سات برس تك اولاد ماں کے پاس رہتی ہے، جب تك ماں آگے شادی نہ کرے؛ کیونکہ مسند احمد اور ابوداود کی حدیث میں آیا ہے:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ایك عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ اس کے لیے رہنے کی جگہ تھی، اور میری چھاتی اس کی خوراك کا باعث تھی، اور میری گود اس کی حفاظت کی جگہ تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

" تم جب تك نکاح نہیں کرتی اس کی زیادہ حقدار ہو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2276) مسند احمد حدیث نمبر (6707) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود حدیث نمبر (1968) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے والدین میں سے کسی کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا جائیگا، اور وہ جسے زیادہ پسند کرتا ہے اسے اختیار کر کے اس کے ساتھ رہے گا، لیکن بچی سات برس کی ہو جائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اسے بھی اختیار دیا جائیگا.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ماں زیادہ حقدار ہے حتی کہ بچی کی شادی ہو جائے یا حیض آ جائے "

امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کی ماں زیادہ حقدار ہے، حتی کہ بچی کی شادی ہو جائے اور خاوند دخول کر لے "

اور امام احمد کہتے ہیں:

" اس بچی کا باپ زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ باپ اس کی حفاظت زیادہ کر سکتا ہے "

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (17 / 314 ـ 317).

اس اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ میں سنت نبویہ میں کوئی ایسی نص نہیں جو اس میں فیصلہ کن ہو، اس لیے اس میں مرجع شرعی قاضی ہو گا، اور وہی یہ تحدید کریگا کہ بچی سات برس کی ہو جائے تو وہ کس کے ساتھ رہے گی.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمارے اور سب مسلمانوں کے حالات کو سدھارے.

واللہ اعلم .